علامہ محمد رضا حکیمی

حدیث شناسی

لوگوں کی معرفت

الف۔ قرآن کی نظر میں:

۱۔ لوگو ہم نے تو تم سبکو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور ہم نے ہی تمہارے قبیلے اور برادریاں بنائیں تا کہ ایک دوسرے کو شناخت کرے اس میں شک نہیں کہ خدا کے نزدیک تم سب میں بڑا عزت دار وہی ہے جو بڑا پرہیزگار ہو۔ (سورہ حجرات ۱۳)

۲۔ اور اس (کی قدرت) کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر یکایک تم آدمی بن کر (زمین پر) چلنے پھرنے لگے اور اسی (کی قدرت) کی نشانیوں میں ایک یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے واسطے تمہاری ہی جنس کی بیویاں پیدا کیں تا کہ تم ان کے ساتھ رہ کر چین کرو اور تم لوگوں کے درمیان پیار اور الفت پیدا کردی۔ اس میں شک نہیں کہ اس میں غور کرنے والوں کے واسطے (قدرت خدا کی) یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں: (سورہ روم ۲۲۔۲۰)

حدیث کی نظر میں:

۱۔ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے فرزند کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: یہ عقلمند شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے کاموں کے سلسلہ میں غور وفکر کرے، اپنی زبان پر گرفت رکھے اور اپنے عہد کے لوگوں کو پہچانے۔ (امالی طوسی ۱/۱۴۶)

۲۔ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا عقلمند کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں۔ اپنے امور پر نظر رکھے، اپنی زبان قابو میں رکھے اور اپنے حالات پہچانتا رہے۔ (تحف العقول ۱۴۴)

ب۔ اہل حق کی معرفت حق:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: خدا کے دین کو لوگوں سے پہچانا نہیں جا سکتا بلکہ حق کی علامتوں سے پہچانا جا سکتا ہے ۔لہٰذا حق کی معرفت حاصل کرو تا کہ اہل حق کو پہچان سکو۔ اے حارث ! حق بہترین کلام ہے اور جو شخص بھی حق کو آشکار کرتا ہے وہ مجاہد ہے (بحار الانوار ۱۲۰/۶۸ از کتاب بشارۃ المصطفیٰ۔)

۲۔حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: تم نے اپنی طرف نہ دیکھا اور خود کو نہ پہچانا اسی لئے سرگرداں ہوئے! تم نے حق نہیں پہچانا (حق کو پہچانو) تا کہ حق والوں کی معرفت حاصل کر سکو اور نہ تم نے باطل کو جانا (باطل کو جانو) تا کہ باطل کی پیروی کرنے والوں کو پہچان سکو۔(نہج البلاغہ ۱۴۳، ۱۲، عبدہ ۲۰۸/۲)

ج: آزمائشوں میں لوگوں کی پہچان:

ا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: لوگوں کو سوائے آزمائشوں کے نہیں پہچانا جا سکتا۔(بحار ۷۸/ ۱۰ از کتاب مطالب السوؤل۔)

۲۔حضرت امام حسن علیہ السلام نے اپنے ایک فرزند کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے نور نظر! اس سے قبل کہ تم کسی بھی کام میں کسی بھی شخص کے عادات واطوار اور اس کی آمد ورفت سے جب تک باقاعدہ آگاہ نہ ہو جاؤ اس وقت تک اپنی دوستی کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں نہ دو لیکن جب کبھی کسی کو آزما لو اور اسے آزمائش میں پسند کرلو تو اس سے دوستی کا ہاتھ مضبوط کرلو لیکن اس شرط کے ساتھ کہ طرفین آپسی غلطیوں کو درگذر کریں گے۔ اور غربت وتنگدستی کی حالت میں کوئی بھی چیز ایک دوسرے سے پوشیدہ نہ کریں گے۔(بحار۔ ۷۸/ ۱۰۵)

۳۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: جب کوئی بھی شخص کسی کو آزما لینے کے بعد اس سے تعلقات قائم کرتا ہے تو اس کی ہم نشینی میں استحکام اور دوستی میں استقامت پیدا ہوتی ہے۔ (غرر الحکم ۲۹۲)

۴۔حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص کسی کو دوست بنانے میں یا برادرانہ تعلقات قائم کرنے سے قبل اسے آزمانہ لے وہ دھوکا کھاتا ہے اور اس کی صحبت میں تکلیف محسوس کرتا ہے۔(غرر الحکم ۲۹۲)

۵۔حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے حضرت مالک اشتر کے نام اپنے حکومتی عہد نامہ میں تحریر کیا: کہیں ایسا نہ ہو کہ تم لوگوں کا انتخاب اپنی فراست، خوش اعتقادی، اور حسن ظن کی بناء پر کرلو کیونکہ لوگ تصنع اور حسنِ خدمات کے ذریعہ حکمرانوں کی نظر میں سما کر تعارف کی راہیں نکال لیا کرتے ہیں۔ حالانکہ ان میں ذرا بھی خیر خواہی اور امانت داری کا جذبہ نہیں ہوتا۔لیکن تم انھیں ان خدمات سے پرکھو جو تم سے پہلے وہ نیک حاکموں کے ماتحت رہ کر انجام دے چکے ہوں۔پس جو عوام میں نیک نام اور امانت داری کے اعتبار سے زیادہ مشہور ہوں ان کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ کرو۔ اس لئے کہ ایسا کرنا اس کی دلیل ہوگا کہ تم اللہ کے مخلص اور اپنے امام کے خیر خواہوں میں ہو۔(نہج البلاغہ ۱۰۱۵،عبدہ ۲/۱۰۲)

۶۔حضرت امام جواد علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص کسی کو آزمانے سے قبل اس پر اطمینان حاصل کرے تو وہ معرضِ ہلاکت میں آجاتا ہے اور اس کی عاقبت رنج والم کی نذر ہوجاتی ہے (بحار ۷۸/۳۶۴)

۷۔حضرت صادق آل محمد علیہم السلام نے فرمایا: اگر زمانہ ظلم وستم کا زمانہ نہ ہو اور اس زمانے کے لوگ خیانت کار ہوں تو ہر ایک شخص پر اطمینان کرلینا احتیاط سے بعید امر ہے۔ (تحف العقول۔ ۲۶۲)

۸۔حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص لوگوں کو نہیں پہچانتا وہ ان لوگوں پر اطمینان کرلیتا ہے۔(غرر الحکم ۲۷۴)

۹۔حضرت علی نے فرمایا: اس کو آزمالو ہوسکتا ہے کہ اس سے بیزار ہوجاؤ۔(نہج البلاغہ ۱۴۸۹: عبدہ ۲/۲۴۷)

۱۰۔حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: لوگوں سے دور رہنا ان کے حالات سے باخبر ہونے کے اندازہ پر موقوف ہے۔ (بحار۔ ۷۰/۱۱۱)

۱۱۔حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: تین چیزیں علامات مومن میں سے ہیں خدا کے بارے میں اس کا علم ویقین اور یہ کہ وہ کس شخص کو دوست رکھتا ہے اور کس شخص سے بیزار ہے۔ (اصول کافی۔ ۲/۱۲۶)

۱۲۔حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: ایسا زمانہ جب کہ حق پر ظلم وستم غالب آجائے ایسی صورت میں بہتر نہیں کہ دوسرے کے حق کے بارے میں حسن ظن رکھا جائے مگر یہ کہ اسے آزمالیا گیا ہو۔ (تحف العقول۔ ۳۰۲)

دشمنوں کے بارے میں قرآن کا بیان:

۱۔ اگر کوئی شخص تم پر زیادتی کرے تو جیسی زیادتی اس نے تم پر کی ہے ویسی ہی زیادتی تم بھی اس پر کرو اور خدا سے ڈرتے رہو اور خوب سمجھ لو کہ خدا پرہیزگاروں کا ساتھی ہے۔ (سورہ بقرہ۔ ۱۹۴)

۲۔ اور ان سے (دشمنوں سے) لڑے جاؤ یہاں تک کہ فساد باقی نہ رہے اور صرف خدا ہی کا دین رہ جائے پھر اگر وہ لوگ باز رہیں تو ان پر زیادتی نہ کرو کیونکہ ظالموں کے سوا کسی پر زیادتی (اچھی) نہیں۔ (سورہ بقرہ۔ ۱۹۳)

۳۔ جو شخص خدا اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور (خاص کر) جبرئیل ومیکائیل کا دشمن ہو تو بے شک خدا بھی (ایسے) کافروں کا دشمن ہے۔ (سورہ بقرہ۔ ۹۸)

۴۔ اور ابراہیم کا اپنے باپ کے لئے مغفرت کی دعا مانگنا صرف اس وعدہ کی وجہ سے تھا جو انھوں نے اپنے باپ سے کرلیا تھا پھر جب ان کو معلوم ہوگیا کہ وہ یقینی خدا کا دشمن ہے تو اس سے بیزار ہوگئے۔ (سورہ توبہ۔ ۱۱۴)

۵۔ بے شک کفار تو تمہارے کھلم کھلا دشمن ہیں۔ سورہ نساء ۱۰۱

۶۔ اے ایماندارو! اگر تم میری راہ میں جہاد کرنے اور میری خوشنودی کی تمنا میں (گھر سے) نکلے ہو تو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔۔(سورہ ممتحنہ ۱)

۷۔ اے ایماندارو! تمہاری ازواج اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں تو تم ان سے بچے رہو اور اگر تم معاف کردو اور درگزر کرو اور بخش دو تو خدا بخشنے والا مہربان ہے۔(سورہ تغابن ۱۴)

۸۔ اے اولاد آدم! کیا میں نے تمہارے پاس یہ حکم نہیں بھیجا تھا کہ (خبر دار) شیطان کی پرستش نہ کرنا۔ وہ یقیناً تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے۔سورہ یٰس۔۶۰

دشمنوں کے بارے میں حدیث کا بیان:

۱۔حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یاد رکھو لوگوں میں عقلمند ترین شخص وہ ہے جو اپنے رب کو پہچانے اور اس کے حکم کو لوگوں تک پہچائے۔ اپنے دشمن کو پہچانے اور اس کے حکم کی نافرمانی کرے۔ (بحار ۷۷/ ۱۷۹ از کتاب اعلام الدین۔)

۲۔حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: دشمن کو چاہے کمزور ہی کیوں نہ ہو، کبھی چھوٹا نہ سمجھو۔(غرر الحکم ۳۳۳)

۳۔حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: جس شخص سے تم اپنا حق لینے کی قوت نہیں رکھتے اس سے حق کا مطالبہ نہ کرو۔(غرر الحکم ۳۳۲)

۴۔حضرت علیؑ نے فرمایا: اپنے دشمن کی طرف سے چاہے وہ تمہاری تعریف ہی کیوں نہ کرے اطمینان سے نہ رہو۔(غرر الحکم ۳۳۳)

۵۔حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: ہوسکتا ہے دشمن کی نرم زبان تمہیں دھوکا دیدے اس لئے کہ دشمن اس پانی کی طرح ہے جس کو گرم کرنے کے لئے چاہے جتنی آگ بھی روشن کی جائے وہ آگ کو بجھانے میں کوئی کسر نہیں اٹھاتا ہے(غرر الحکم ۳۳۶)

۶۔حضرت علیؑ نے فرمایا: مضبوط ترین انسان کی سب سے بڑی نادانی و پریشانی دشمن کو

کمزور سمجھتا ہے۔(غرر الحکم ۱۳۶)

۷۔حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: ایک دشمن بھی زیادہ ہے۔(غرر الحکم ۲۵)

۸۔حضرت امام عسکری علیہ السلام نے فرمایا: سب سے کم فریبی دشمن وہ ہے۔ جو اپنی دشمنی ظاہر کردے۔(بحار۔۷۸/۳۷۷)

۹۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص اپنی آرزو کی تکمیل کے لئے دشمن سے دوستی کرتا ہے تو اس آرزو کی تکمیل تک بہت سی چیزوں سے محروم ہوجاتا ہے۔(غرر الحکم ۲۹۴)

۱۰۔حضرت امیر المومنین نے فرمایا سب سے بڑا دشمن وہ ہے جو اپنے مکروفریب اور اپنی چالبازیوں کو بہت مخفی رکھے۔(مستدرک نہج البلاغہ ۱۵۷)

۱۱۔حضرت علی علیہ السلام نے مالک اشتر کے عہد نامہ حکومت میں تحریر فرمایا: اگر دشمن ایسی صلح کی تمہیں دعوت دے کہ جس میں اللہ کی رضا مندی ہو، تو اسے کبھی ٹھکرا نہ دینا کیونکہ صلح میں تمہارے لئے فکروں سے نجات اور شہروں کے لئے امن کا سامان ہے۔لیکن صلح کے بعد دشمن سے چوکنا اور خوب ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ دشمن قرب حاصل کرتا ہے تاکہ تمہاری غفلت سے فائدہ اٹھائے لہٰذا احتیاط کو ملحوظ رکھو اور اس بارے میں حسن ظن سے کام نہ لو۔(نہج البلاغہ ۱۰۲۷،عبدہ ۱/۱۰۹)

بلا ومصیبت اوراس کی شناخت وتاثیر قرآن کی نظر میں:

۱۔آپ سے میرے ساتھ صبر نہ ہو سکے گا اور (سچ تو یہ ہے) جو چیز آپ کے علمی احاطہ سے باہر ہو اس پر آپ کیونکر صبر کر سکتے ہیں۔(سورہ کہف ۶۸)

۲۔ہمیں (آخر) کیا ہے کہ ہم اس پر بھروسہ نہ کریں حالانکہ ہمیں (نجات کی) اسی نے راہیں دکھائیں اور جو جو اذیتیں ہمیں پہونچائیں (ان پر ہم نے صبر کیا) اور آئندہ بھی صبر کریں گے اور توکل کرنے والوں کو خدا ہی پر توکل کرنا چاہیئے۔(سورہ ابراہیم ۱۲)

حدیث کی روشنی میں:

۱۔حضرت امام صادق علیہ السلام نے پیغمبر اکرمؐ کے حوالے سے فرمایا: جو شخص بلا کو پہچانتا ہے اس پر صبر کرتا ہے اور جو اسے نہیں پہچانتا وہ اسے برا سمجھتا ہے۔(امالی صدوق۴۴۹)

۲۔حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: وہی شخص حق کے لئے صبر و شکر کرتا ہے جو اس کی فضیلت سے آگاہ ہوتا ہے۔(غرر الحکم ۴۴۹۴)

قرآن کی روشنی میں زمانہ و حوادث کی شناخت:

۱۔ یہ اتفاقات زمانہ ہیں جو ہم لوگوں کے درمیان باری باری الٹ پھیر کیا کرتے ہیں اور یہ (اتفاق شکست اس لئے تھی) تا کہ خدا سچے ایمانداروں کو (ظاہری) مسلمانوں سے الگ دیکھ لے اور تم میں سے بعض کو درجہ شہادت پر فائز کرے۔

(سورہ آل عمران آیت ۱۴۰)

۲۔ یہ لوگ بھی انھیں سزاؤں کے منتظر ہیں جو ان سے قبل والوں پر گذر چکی ہے (اے رسول ان سے) کہدو کہ اچھا تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ یقیناً انتظار کرتا ہوں۔ (سورہ یونس۔ ۱۰۲)

۳۔ اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دیکر بھیجا (اور یہ حکم دیا) کہ اپنی قوم کو (کفر کی) تاریکیوں سے (ایمان کی) روشنی میں نکال لاؤ اور انہیں خدا کے (وہ) دن یاد دلاؤ (جن میں خدا کی بڑی بڑی قدرتیں ظاہر ہوئیں) اس میں شک نہیں اس میں تمام صبر و شکر کرنے والوں کے واسطے (قدرت خدا کی) بہت سی نشانیاں ہیں۔(سورہ ابراہیم۔ ۵)

حدیث کی روشنی میں:

۱۔حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص زمانے کی معرفت رکھتا ہے اور واقعات و حادثات پر نظر رکھتا ہے وہ جان بوجھ کر اس سے غافل نہیں ہوتا۔ (کافی ۸/ ۲۳)

۲۔حضرت علیؑ نے فرمایا: جو زمانہ کی نصیحت کو سمجھتا ہے وہ خوش گمانی میں زمانے کو

اپنا دل نہیں دیتا۔(غررالحکم ۳۹۲)

۳۔حضرت علیؑ کا قول ہے کہ جو شخص خوش گمانی میں اپنا دل زمانے کے حوالے کردے گویا اس نے زمانے کے حالات سے نصیحت حاصل نہیں کی۔(غررالحکم ۲۵۹)

۴۔حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص زمانے کے حالات سے نصیحت حاصل کرتا ہے وہ زمانہ سے صلح کرنے پر اعتماد نہیں رکھتا۔(غررالحکم ۲۸۵)

۵۔حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص بھی زمانے کی پستی سے سبق حاصل نہیں کرتا اور اسے نہیں پہچانتا اور حوادث زمانہ سے خود کو محفوظ نہیں رکھتا۔ اور گناہوں سے دامن نہیں بچاتا تو گناہ چاہے جتنا بڑا ہو اس کی نظر میں اس کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ (بحار الانوار ۷۱/۳۲۲ از کتاب کنز الفوائد۔)

۶۔حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اپنے وقت کا با معرفت شخص وہ ہے جو رونما ہونے والے واقعات پر تعجب نہ کرے۔(غررالحکم ۹۵)

قرآن کی روشنی میں تاریخ کے قوانین کی معرفت:

۱۔کیا یہ لوگ روئے زمین پر چلے پھرے نہیں کہ دیکھتے کہ جو لوگ ان سے پہلے گذر گئے ان کا انجام کیسا ہوا حالانکہ وہ لوگ ان سے قوت میں بھی کہیں زیادہ تھے اور جس قدر زمین ان لوگوں نے آباد کی ہے اس سے کہیں زیادہ (زمین کی) ان لوگوں نے کاشت بھی کی تھی اور اس کو آباد بھی کیا تھا اور اسکے پاس بھی ان کے پیغمبر واضح وروشن معجزے لیکر آچکے تھے (مگر ان لوگوں نے نہ مانا) تو خدا نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا مگر وہ لوگ (کفر وسرکشی سے) اپنے اوپر ظلم کرتے رہے۔(سورہ روم آیت ۹)

۲۔(اے رسول) یہ چند بستیاں ہیں جن کے حالات ہم تم سے بیان کرتے ہیں اور اس میں تو شک ہی نہیں کہ اسکے پیغمبران کے پاس بہت واضح وروشن معجزے لیکر آئے مگر یہ لوگ جس کو جھٹلا چکے تھے اس پر بھلا کاہے کو ایمان لانے والے تھے۔خدا یوں کافروں کے

والوں پر علامت مقرر کردیتا ہے (سورہ اعراف ۱۰۱۔)

۳۔تم سے پہلے بہت واقعات گذر چکے ہیں۔پس ذرا روئے زمین پر چل پھر کر دیکھو تو کہ (اپنے اپنے وقت کے پیغمبروں کو) جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا۔(سورہ آل عمران ۱۳۷۔)

۴۔ (اے رسول) لوگوں سے کہدو کہ روئے زمین پر ذرا چل پھر کر دیکھو تو گنہگاروں کا انجام کیا ہوا۔(سورہ نمل آیت ۶۹)

حدیث کی روشنی میں:

۱۔حضرت صادق آل محمدؑ نے فرمایا: ہمارے آباء کرام نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: غافل ترین انسان وہ ہے جو دنیا کے بدلتے حالات سے نصیحت نہ حاصل کرے۔... اور عقلمندترین انسان وہ ہے جو لوگوں کی عقل وفہم سے اپنی عقل وفہم میں اضافہ کرے۔(بحار ۷۷/۱۱۲)

۲۔حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: وہ چیزیں جو گذر چکی ہیں اگر اس سے عبرت قبول کرو تو جو کچھ باقی بچی ہوئی چیزیں ہیں اس پر نگاہ رکھو گے۔(نہج البلاغہ ۱۸۹، عبدہ ۲/۸۱)

۳۔حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: ایمان چار چیزوں پر تکیہ کئے ہوئے ہے۔صبر ویقین عدل اور جہاد... اور یقین کی بھی چار شاخیں ہیں روشن نگاہیں حقیقت رسی، عبرت اندوزی اور اگلوں کے طور طریقہ، چنانچہ جو دانش وآگہی حاصل کریگا اس کے سامنے علم وعمل کی راہیں واضح ہوجائیں گی اور جس کیلئے علم وعمل آشکار ہوجائے گا وہ عبرت سے آشنا ہوگا اور جو عبرت سے آشنا ہوگا وہ ایسا ہے جیسے پہلے لوگوں میں موجود رہا ہو۔(نہج البلاغہ ۳۰۹۹۔۱۱۰۰،عبدہ ۱۵۷/۲۰)

۴حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: تمہیں ان عذابوں سے ڈرنا چاہیئے جو تم سے پہلی امتوں پر ان کی بداعمالیوں اور بدکرداریوں کی وجہ سے نازل ہوئے اور (اپنے)

اچھے اور برے حالات میں ان کے احوال و واردات کو پیش نظر رکھو اور اس امر سے خائف وترساں رہو کہ کہیں تم بھی انہیں جیسے نہ ہو جاؤ۔ اگر تم نے ان کی دونوں حالتوں پر غور کر لیا تو پھر اس چیز کی پابندی کرو جس کی وجہ سے عزت و برتری نے ہر حال میں ان کا ساتھ دیا اور دشمن ان سے دور دور رہے اور عیش وسکون کے دامن ان پر پھیل گئے۔ اور نعمتیں سرنگوں ہو کر ان کے ساتھ ہو لیں اور عزت و سرفرازی نے اپنے بندھن ان سے جوڑ لئے (وہ کیا چیزیں تھیں؟) یہ کہ وہ افتراق سے بچے اور اتفاق و یک جہتی پر قائم رہے۔ اسی پر ایک دوسرے کو ابھارتے تھے اور اسی کی باہم سفارش کرتے تھے۔ اور تم ہر اس امر سے بچ کر رہو جس نے ان کی ریڑھ کی ہڈی کو توڑ ڈالا اور قوت وتوانائی کو ضعف میں بدل دیا (اور وہ یہ تھا) کہ انھوں نے دلوں میں کینہ اور سینوں میں بغض رکھا ایک دوسرے کی مدد سے روگردانی اختیار کر لی اور باہمی تعاون سے ہاتھ اٹھا لیا۔ اور تم پر لازم ہے کہ گذشتہ زمانے کے اہل ایمان کے واقعات وحالات میں غور وفکر کرو کہ (صبر آزما) ابتلاؤں اور (جانکاہ) مصیبتوں میں ان کی کیا حالت تھی؟ کیا وہ ساری کائنات سے زیادہ گرانبار تمام لوگوں سے زائد ابتلائے تعب ومشقت اور دنیا جہان سے زیادہ تنگی وضیق کے عالم میں نہ تھے؟ جنہیں دنیا کے فرعونوں نے اپنا غلام بنا رکھا تھا اور انھیں سخت سے سخت اذیتیں پہنچاتے اور تلخیوں کے گھونٹ پلاتے تھے اور انکی یہ حالت ہو گئی تھی کہ وہ تباہی وہلاکت کی ذلتوں اور غلبہ وتسلط کی قہرسامانیوں میں گھرتے چلے جا رہے تھے نہ انھیں بچاؤ کی کوئی تدبیر اور نہ روک تھام کا کوئی ذریعہ سوجھتا یہاں تک کہ جب اللہ سبحانہ نے یہ دیکھا کہ یہ میری محبت میں اذیتوں پر پوری کوشش وکاوش سے صبر کئے جا رہے ہیں اور میرے خیال سے مصیبتوں کو جھیل رہے ہیں تو ان کے لئے مصیبت وابتلاء کی تنگنائے سے عافیت کی راہیں نکالیں اور انکی ذلت کو عزت اور خوف وہراس کو امن میں بدل دیا۔ چنانچہ وہ تخت فرمانروائی پر سلطان اور مسند ہدایت پر رہنما ہوئے اور انھیں امیدوں سے بڑھ چڑھ کر اللہ کی طرف سے عزت وسرفرازی حاصل ہوئی۔

پس غور کرو! کہ جب ان کی جماعتیں یک جا، ان کے خیالات یکسو اور دل یکساں تھے اور ان کے ہاتھ ایک دوسرے کو سہارا دیتے اور تلواریں ایک دوسرے کی معین و مددگار تھیں اور ان کی بصیرتیں تیز اور ارادے متحد تھے تو اس وقت ان کا عالم کیا تھا؟ کیا وہ اطراف زمین میں فرمانروا اور دنیا والوں کی گردنوں پر حکمراں نہ تھے؟ اور تصویر کا یہ رخ بھی دیکھو! کہ جب ان میں پھوٹ پڑگئی اور ان کی باہمی یکجہتی درہم و برہم ہوگئی۔ ان کی باتوں اور دلوں سے اختلافات کے شاخسانے پھوٹ نکلے، اور وہ مختلف ٹولیوں میں بٹ گئے اور الگ جتھے بنا کر ایک دوسرے سے لڑنے جھگڑنے لگے، تو نوبت یہ آگئی کہ اللہ نے ان سے عزت و بزرگی کا پیرا ہن اتار لیا اور نعمتوں کی آسائشیں ان سے چھین لیں اور تمہارے درمیان ان کے واقعات کی حکایتیں عبرت حاصل کرنے والوں کیلئے عبرت بن کر رہ گئیں۔ (نہج البلاغہ ۸۰۳-۸۰۱؛ عبدہ ۱/۴۱۲-۴۱۰)

۵۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اپنے دل کو پند و نصیحت سے زندہ رکھو... گذشتہ لوگوں کے واقعات کو (اس دل کے) سامنے رکھو۔ اور انہیں اس طرح یاد کرو کہ جو تم سے پہلے تھے وہ گذر گئے ان کی زمینوں پر چلو پھرو، ان کے باقی ماندہ آثار کو دیکھو اور یہ بھی دیکھو کہ انھوں نے کیا کیا چیزیں چھوڑیں اور کہاں چلے گئے، وہ کہاں سے کہاں گئے۔

(نہج البلاغہ / ۹۱۰-۹۰۹ عبدہ ۲/۴۰)

❀❀❀❀❀